پروفیسرخالدشبیراحمد

غزل

اُٹھتی ہے فغاں ایک ہی اب زخمی دلوں سے
جو زخم ملا ہم کو ' ملا لالہ رُخوں سے

مانگے ہوئے یہ بال یہ پر کام نہ دیں گے
پرواز تو ہوتی ہے فقط اپنے پروں سے

ہے رنگِ گُل لالہ گراں صحنِ چمن پر
اب بوجھ نہیں اُٹھتا ' رگِ گُل کا گُلوں سے

کثرت سے تیری یاد میں دھڑکے ہے میرا دل
کیوں تیرا فسوں جاتا نہیں اپنے سروں سے

اک کیف ہے اک جذب ہے' آشفتہ سری بھی
بس دل کو سکوں ملتا ہے آشفتہ سروں سے

ہر سمت یہاں خون فشاں حرص کے بادل
کیا سوچ کے نکلے تھے بھلا اپنے گھروں سے

جب اپنے خدوخال ہی بگڑے سے ہوئے ہیں
پھر شکوہ کوئی کیسے کرے شیشہ گروں سے

بُلبُل سے گُل و برگ کا رشتہ ہے قدیمی
کچھ ایسا ہی رشتہ ہے میرا ' میرے غموں سے

مدت سے ہے گردش میں میرا چاکِ مقدر
کچھ بھی تو نہ بن پایا میرے کُوزہ گروں سے

بگڑی ہی چلی جاتی ہے خالدؔ کی طبیعت
ڈھارس کے سوا کچھ نہ ملا چارہ گروں سے